تعارف و تبصرۂ کتب

نام کتاب : تکملۃ معارف السنن شرح سنن الامام الترمذی
مصنف : مولانا محمد زاہد شیخ الحدیث و نائب رئیس الجامعۃ الاسلامیہ الامدادیہ
ناشر : دارالسنۃ، فیصل آباد، پاکستان
قیمت : مذکورنہیں
تبصرہ نگار : محمد طفیل ہاشمی☆

صحاحِ ستہ میں سنن ترمذی کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس میں امام ترمذیؒ نے ہر ہر فعل اور عمل میں رسول اللہ ﷺ کی مختلف اور متنوع سنن کو اس طرح جمع کر دیا کہ کسی بھی شخص کے لیے کسی بھی عمل میں سنت کا دائرہ کار متعین کرنا آسان ہو گیا اور اس سے دین کی وسعت اور آسانی کے ساتھ ساتھ مذاہب صحابہ، مستدلات ائمہ مجتہدین اور سنت کی تواتر عملی کی مکمل دستاویز سامنے آ گئی۔ یہی وجہ ہے کہ فقہی اسلوب پر حدیث نبویؐ کی تدریس و تعلیم میں سنن ترمذی کو بہت اہمیت حاصل رہی۔ برصغیر میں تدریس حدیث کے متداول اسلوب میں بالعموم دیگر کتب حدیث کی تلاوت یا صرف اہم مباحث پر توجہ دی جاتی ہے جب کہ سنن ترمذی کو فقہی اقوال و دلائل کے حوالے سے بالاستیعاب اور بحث وتحقیق سے پڑھایا جاتا ہے۔ ہمارے علم کی حد تک اس اسلوب تدریس کا آغاز مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے کیا تھا جسے قبولِ عام حاصل رہا۔ ہر چند کہ متعین فقہی مذہب کی تقلید کے باعث اپنے مذہب کے مستدل کی اہمیت اور دیگر احادیث کا محمل بیان کرنے کا التزام بھی تھا، تاہم شروع میں یہ اسلوب اختصار اور جامعیت کا حامل تھا۔

فقہی مذاہب میں آویزش اور بالخصوص مذہب حنفی کو سنت نبوی کے خلاف ثابت کرنے کی کوششوں نے حنفی علماء اور محدثین کو کتب حدیث کی طویل شروح لکھنے پر متوجہ کیا جو دراصل فقہ حنفی کے مطابق احادیث نبویؐ کی تعبیر اور تشریح تھی، تاہم ان علماء کرام کا اعزاز یہ ہے کہ انہوں نے دیگر فقہی مذاہب اور ان کے مستدلات کو ساقط الاعتبار قرار دینے کی کوئی کوشش نہیں کی اور احادیث کا محمل بیان کرنے میں تطبیق افضل و مفضول، راجح اور مرجوح وغیرہ کے ذریعے احادیث کی شرح وتفسیر کی۔

☆ مکان نمبر ۱۸۹، گلی نمبر ۱۹، گلشن خداداد، ای الیون ون، اسلام آباد

برصغیر میں حضرت انور شاہ کاشمیریؒ نہ صرف ایک عظیم محدث تھے بلکہ انہوں نے محدثین کی ایک کہکشاں تیار کر دی اور تدریس حدیث کے اسلوب میں جدت و تحقیق کی نئی راہیں تراشیں۔ شاہ صاحب کے گرامی قدر شاگردوں میں ایک بہت بڑا نام مولانا محمد یوسف بنوریؒ کا ہے جنہوں نے معارف السنن کے نام سے سنن ترمذی کی شرح لکھنے کا بیڑا اُٹھایا۔ شروع میں مولانا بنوری کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سنن ترمذی کی شرح ''العرف الشذی'' کے جو مولانا محمد چراغ نے اپنے استاذ حضرت انور شاہ کاشمیری کے افادات کی روشنی میں مدوّن کی ہے، غموض و ابہام کو دُور کیا جائے لیکن انہیں بہت جلد یہ احساس ہو گیا کہ صرف اتنے سے کام سے شرح ترمذی کی ضرورت پوری نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ انہوں نے مفصل شرح وتفسیر کا کام شروع کر دیا لیکن وہ اپنی زندگی میں اسے مکمل نہ کر سکے اور ابھی ابواب الجنائز تک کا کام مکمل ہوا تھا کہ مولانا بنوری سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے اور کام نامکمل رہ گیا۔ اس شرح کی تکمیل کا بیڑا مولانا محمد زاہد شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ امدادیہ فیصل آباد نے اٹھایا۔ مولانا زاہد چوں کہ متداول درسِ نظامی کے علاوہ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے بھی فارغ التحصیل ہیں، اس لیے انہیں یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ جدید اسلوبِ تحقیق میں مکمل دستگاہ رکھتے ہیں اور کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولتوں کے استعمال کے باعث ان کی تالیف تکملہ معارف السنن کو خصوصی امتیاز حاصل ہے۔

فاضل مؤلف نے اپنا منہج تالیف بتاتے ہوئے لکھا ہے کہ:

۱۔ اس تالیف کا کام شروع کرتے وقت ان کے پاس صرف صدقی محمد جمیل العطار کا محقق نسخہ جسے دارالفکر بیروت نے ۱۴۱۴ھ میں شائع کیا تھا اور شیخ ہشام سمیر البخاری کی تحقیق پر مبنی نسخہ جو بیروت سے داراحیاء التراث العربی نے ۱۴۱۵ھ میں شائع کیا اور پاکستان کے مطبوعہ بعض قدیم نسخے موجود تھے۔ انہوں نے ان نسخوں کا باہمی مقارنہ کر کے ان کا عارضۃ الاحوذی اور تحفۃ الاحوذی شروح ترمذی کے پاکستانی مطبوعہ نسخوں سے بھی موازنہ کیا اور طباعت کی اغلاط کی تصحیح کے ساتھ ساتھ جہاں کہیں ضرورت محسوس کی راجح نسخہ کی تصریح کر دی اور ایسا بالعموم ان مقامات پر ہوا جہاں کسی حدیث پر ترمذی نے جو رائے دی ہے کہ یہ حدیث کس درجے کی ہے، وہاں ان نسخوں میں اختلافات پایا گیا۔

۲۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے اپنی تالیف معارف السنن میں رواۃ حدیث کے احوال و تراجم بیان نہیں کیے۔ غالبًا اس کی وجہ یہ تھی کہ بالعموم رواۃ حدیث کے حالات اور بالخصوص صحاح ستہ کے

رواۃ کے حالات بآسانی کتب اسماء و تراجم میں دست یاب ہیں لیکن تکملہ کے مؤلف نے تہذیب التہذیب اور تقریب التہذیب وغیرہ کی اساس پر ہر راوی کے حالات اس مقام پر ضبط کر دیے۔ جب اس راوی کا کتاب میں پہلی بار تذکرہ آیا اور کتاب کے آخر میں اسماء رواۃ کی فہرست دے دی، جس میں یہ درج کر دیا گیا کہ اس راوی کے حالات کس صفحے پر مذکور ہیں۔

۳۔ امام ترمذی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ عنوان کے تحت ایک حدیث درج کرنے کے بعد بتاتے ہیں کہ اس موضوع پر فلاں فلاں صحابہ سے بھی روایات موجود ہیں۔ ترمذی ان کی تفصیل میں نہیں جاتے بلکہ صرف ''و فی الباب عن......'' سے اس کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔ مولانا بنوریؒ نے اپنی شرح ترمذی میں ان احادیث کی تخریج کی طرف توجہ نہیں کی، کیوں کہ وہ اس موضوع پر الگ اور مستقل تالیف مدوّن کر رہے تھے، جس کا کچھ کام انہوں نے خود کرنے کے بعد اس کی تکمیل کی ذمہ داری اپنے شاگرد رشید ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار شہید کے سپرد کر دی لیکن وہ ہنوز کتاب الصلاۃ بھی مکمل نہ کر پائے تھے کہ شہید کر دیے گئے اور وہ کام تشنۂ تکمیل رہ گیا۔ فاضل مؤلف مولانا محمد زاہد نے اپنے تکملہ میں اس اہم پہلو کو بھی شامل کرتے ہوئے ان احادیث کی تخریج کر دی جن کی طرف امام ترمذی نے ''و فی الباب'' کے زیرِ عنوان اشارہ کیا تھا اور مختلف طرق احادیث میں الفاظ کے اختلافات پر بطورِ خاص توجہ کی، کیوں کہ حدیث کا مفہوم سمجھنے میں الفاظ کے اختلافات کی بہت بڑی اہمیت ہوتی ہے۔

چوں کہ مؤلف کو یہ سہولت حاصل ہے کہ وہ کمپیوٹر کے استعمال پر مکمل دست گاہ رکھتے ہیں اور ان کے پاس دنیا بھر میں مدوّن کردہ اسلامی لائبریریوں کی سی-ڈیز موجود ہیں اس لیے انہوں نے سوچا کہ امام ترمذی نے جن احادیث کا ''فی الباب'' کے تحت ذکر نہیں کیا، مختلف کتب احادیث سے انہیں بھی درج کر دیا جائے لیکن انہوں نے محسوس کیا کہ اس کے نتیجے میں کتاب کا حجم بہت بڑھ جائے گا اور اس کی چنداں افادیت بھی نہیں تھی، اس لیے مؤلف نے کمپیوٹر کی دی گئی تحریص سے اپنا پہلو بچا لیا۔ تاہم کسی ایک حدیث یا کسی ایک عنوان پر احادیث کی روشنی میں بحث و تحقیق کرنے والوں کے لیے یہ بہت بڑی سہولت ہے اور حدیث و سنت کے طلبائے تحقیق کو اس سے ضرور استفادہ کرنا چاہیے۔

۴۔ مولانا محمد یوسف بنوریؒ کی شرح ترمذی کا ایک اہم مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے استاذ اور محدث شہیر مولانا محمد انور شاہ کاشمیریؒ کے افادات کو جمع کرنا چاہتے تھے۔ مؤلف کی یہ رائے بالکل درست ہے کہ اس پہلو سے مولانا بنوریؒ جو کام کر سکتے تھے، وہ کوئی دوسرا شخص بالخصوص جسے علامہ

کاشمیری سے براہِ راست استفادہ کا موقع نہ ملا ہو نہیں کر سکتا، تاہم مؤلف نے اس کمی کو پورا کرنے کے لیے علامہ کاشمیری کے امالی مثلاً فیض الباری اور العرف الشذی کے علاوہ ان کے دیگر تالیفات سے بھی استفادہ کیا، تاہم علامہ کاشمیری کے افادات میں بعض دفعہ ایسا غموض در آیا کہ مولانا بدر عالم میرٹھی جیسے محدث بھی پریشان ہو جاتے تھے جنھوں نے کئی بار علامہ کاشمیری سے صحیح بخاری پڑھ کر ان کے امالی مدون کیے۔ مؤلف نے بعض ایسے غموض کی طرف اشارہ کر کے دوسرے مآخذ سے ان کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔

۴۔ سنن ترمذی کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ علل احادیث، رواۃ کے اختلاف، ترجیح روایت اور حدیث میں موجود غرابت کی وضاحت کرتے جاتے ہیں۔ فاضل مؤلف کے مطابق سنن ترمذی کا یہ پہلو بہت اہم ہے، اس کی وجہ سے مصطلح الحدیث کے قواعد کے انطباق کا ملکہ پیدا ہوتا ہے لیکن بالعموم شارحین نے اپنی تالیفات میں اس پہلو پر زیادہ توجہ نہیں کی۔ جب کہ تکملہ کے مؤلف نے ترمذی کے اس پہلو کو اُجاگر کرنے کی حتی الوسع کوشش کی ہے۔

سنن ترمذی کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں احادیث کے اختلاف کو تعارض کے بجائے تنوع کے اسلوب پر پیش کیا گیا اور یہ بتایا گیا کہ احادیث کی اسناد میں جرح کے باوجود ترمذی میں مذکور احادیث میں سے دو احادیث کے علاوہ تمام احادیث ایسی ہیں کہ وہ صحابہ، تابعین، ائمہ مجتہدین اور فقہاء امصار میں سے کسی نہ کسی کا مستدل ہیں اور کسی بھی حدیث میں دور متاخر میں پیدا ہونے والا سقم اس کے استناد پر اثر انداز نہیں ہوتا جب کہ اس حدیث کو کسی امام مجتہد نے اپنا مستدل قرار دیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے صحابہ کے فقہی اختلافات کو امت کے لیے بہت بڑی نعمت قرار دیا اور امام مالکؒ نے خلیفۂ وقت کی یہ خواہش رد کر دی کہ موطا مالک کو ساری اسلامی دُنیا کے لیے واحد قانون قرار دے دیا جائے۔ تمام ائمہ کرام نے احادیث احاد کے اختلافات کو شریعت میں وسعت اور تنوع کے حوالے سے دیکھا، جو بدقسمتی سے بعد کے ادوار میں امت کے ہی تشتت و افتراق کے لیے استعمال کیا گیا۔

فاضل مؤلف نے اپنی تالیف کے مقدمہ میں سنن ترمذی کی اس خصوصیت کا نہ صرف بطور خاص ذکر کیا بلکہ اپنی تالیف میں اس امر کو ملحوظ رکھا کہ احادیث کے باہمی تعارض کو اختلاف تنوع اور وسعت شریعت کے حوالے سے پیش کیا جائے۔ زیر نظر تالیف بنیادی طور پر مولانا بنوری کی تالیف ''معارف السنن'' کا تکملہ ہے لیکن جیسا کہ مؤلف نے خود تصریح کی ہے کہ اصل اور تکملہ کے منہاج میں ایک گونہ اختلاف ہے جس کی بناء پر زیر نظر تالیف کی افادیت میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے لیکن

ہمارے معاشرے میں اسے ادب کا تقاضا سمجھا جاتا ہے کہ قابل احترام شخصیات کے علمی کارناموں میں کسی قسم کی ترمیم و اضافہ نہ کیا جائے۔ بلکہ عقیدت کو عقیدے کے درجے پر رکھ کر پرسش کو پرستش بنا دیا جائے لیکن مسلمانوں کی مستند علمی روایت یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے تمام تر عقیدے کے باوجود ائمہ مجتہدین نے اپنے اپنے مذاہب مدوّن کیے اور اسے کبھی بھی ادب اور احترام کے منافی نہیں سمجھا گیا، اس روایت کے پیش نظر فاضل مؤلف سے درخواست ہے کہ وہ مولانا بنوری کے مدوّن کردہ حصے کو بھی جدید منہج کے مطابق از سرنو مدوّن کر دیں تاکہ کتاب میں یکسانیت پیدا ہو سکے۔

ہماری دعا ہے کہ یہ کتاب اس اسلوب پر جلد از جلد مکمل ہو کر قارئین کے ہاتھوں میں پہنچ سکے بلاشبہ یہ نہ صرف حدیث بلکہ فقہ اور اسلامی شریعت کی بہت بڑی خدمت ہوگی، جو اساتذہ اور طلبہ کو بے شمار مراجع سے مستغنی کر دے گی۔

....